ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

DBF سیرت ریسرچ سینٹر، ڈیفنس، کراچی

پاکستان

ڈاکٹر حبیب الرحمن

مؤلف: ڈاکٹر حبیب الرحمن

پروف ریڈنگ: سید احمد شاہ بخاری

زیر سرپرستی: صوفی جمیل الرحمن صاحب مدظلہ العالی
محمد عمران قریشی صاحب زیدہ مجدہٗ

سن اشاعت: 2015ء بمطابق 1436ھ

تعداد: 1000

ناشر: DBF سیرت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی، پاکستان

پتہ: C-2 ہائی لینڈ ٹریڈرز بلڈنگ، سیکنڈ فلور، سن سیٹ کمرشل لین
اسٹریٹ 6 فیز IIDHA، کراچی۔ 021-35395928

Email: Habibaims@hotmail.com

پاکستان کا مقصدِ وجود؟

پاکستان کیوں اور کیسے وجود میں آیا؟ یہ وہ دو بنیادی سوالات ہیں جن کے صحیح جوابات کی تفہیم سے ہی پاکستان کے قیام کے لئے دی جانے والی بے مثال، لازوال اور بے پناہ جان، مال، اور عزت و آبرو کی قربانی کا درست تصور سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور اگر یہی دونوں سوالات تشنہ جواب رہیں تو خود پاکستان کا نظریاتی وجود قوس و قزح کے بدلتے رنگوں کی مانند کبھی کچھ اور کبھی کچھ نظر آنے لگے گا۔

نظریہ پاکستان، جدوجہد آزادی پاکستان اور تحریکِ قیام پاکستان کے لیے متحدہ ہندوستان سے لاکھوں لوگوں کی آزاد پاکستان کی فضائوں میں سانس لینے کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا کر اس خاک وطن کو چومنے کے لئے دیوانہ وار ھجرت کی اہمیت اور حقیقت کو سمجھنے کے لیے سر کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کی آنکھوں کا روشن ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ صرف سر کی آنکھوں کے مشاہدے سے حقیقت سمجھ میں نہیں آیا کرتی بلکہ صرف آنکھوں کے دیکھنے کا اعتبار انسان کو عموماً برعکس نتائج سے دوچار کر دیتا ہے۔ مثلاً انسان صحراء کے سراب کو بہتے پانی کی نہر اور رات کے اندھیرے میں رسی کے ٹکڑے کو سانپ سمجھ بیٹھتا ہے، پانی میں ڈوبی ہوئی سیدھی لکڑی کے اندر کا کنارہ اسے ٹیڑھا نظر آتا ہے، دور افق پر زمین و آسمان باہم بغل گیر دکھائی دیتے ہیں اور کروڑوں میل کے فاصلے پر جھلملاتے ستارے (STARS) جو زمین سے لاکھوں گناہ بڑے ہیں، خواتین کے کپڑوں پر ٹانکے جانے والے ستاروں سے بھی چھوٹے نظر آتے ہیں، اسی طرح کا دھوکہ عقل کے اندھوں اور دانش و حکمت کی بصیرت سے محروم افراد کو بھی بار بار پاکستان کے بارے میں ہو جاتا ہے جو تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ پاکستان اب صرف نظریہ نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت بھی ہے جسے بینا و نابینا ہر دو چھو، سونگھ اور محسوس کر سکتے ہیں۔ اس حقیقت میں کسی کو ذرّہ برابر شک نہیں ہونا چاہیے کہ پاکستان امتِ مسلمہ کے لیے رب تعالیٰ کا خصوصی انعام، اور نبوت محمدی اکا بیسویں صدی عیسوی میں زندہ معجزہ ہے۔ پاکستان کی تخلیق جن کٹھن، دشوار اور نامساعد حالات میں ہوئی یہ صرف اسلام کے زندہ دین ہونے کے سبب سے ہے ورنہ بظاہر اس مملکت کے وجود میں آنے کے امکانات کے مقابلے میں اس کے قائم نہ ہونے کے امکانات زیادہ تھے۔ لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ مشیت ایزدی کو شاید اس ملک سے اور اس ملک کے ذریعے کوئی بہت بڑا کام لینا منظور ہے جو اب تک پردہ اخفا میں ہے۔

سرِ دست ہم یہاں تاریخی طور پر پاکستان کے مخالف، اوراس کے تاریک مستقبل کے بارے میں فٹ پاتھی نجومیوں کی طرح پیشن گوئیاں کرنے والوں اور اس مملکت خداداد کے بارے میں پہلے دن سے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والوں اور مختلف سُروں میں اپنے اپنے راگ الاپنے والوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان دائیں (Right) اور بائیں (Left) کی سیاست کا اکھاڑہ نہیں اور نہ ہی سوشلزم، کمیونزم، لبرل ازم اور سرمادار یت کے لئے تجربہ گاہ (Laboratory) کے طور پر قائم ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس کا وجود کسی اتفاقی حادثے کا مرہونِ منت ہے کہ متحدہ ہندوستان کے کسی خاص واقعہ نے اس ملک کے معرض وجود میں آنے کے لیے اچانک راہ ہموار کر دی تھی۔

اور نہ ہی ایسا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوئوں کے مابین دوستانہ تعلقات، مسلمان اور ہندو بچوں کی روزانہ باہم لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے مکدر ہو گئے تھے۔ چنانچہ مسلمان والدین نے مل کر غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنے بچوں کے آزادانہ کھیل کود کے لیے علیحدہ وطن بنایا جائے تاکہ مسلمان بچے ہندو بچوں سے علیحدہ اپنی مرضی کے مطابق کھل کر جو چاہیں کھیل سکیں۔

اور نہ ہی ایسا تھا کہ ہندو خواتین کے مقابلے میں مسلمان خواتین اپنی تراش وخراش، لباس و پوشاک اور میک اپ کے حوالے سے احساس کمتری کا شکار ہو گئیں تھیں اور گھر آکر اپنے خاوندوں کے سامنے اپنے احساسِ کمتری کی وجہ سے رو دیا کرتی تھیں چنانچہ مسلمان خاوندوں نے ملکر فیصلہ کیا کہ اپنی خواتین کو ہندو خواتین کے مقابلے میں احساس کمتری سے نجات دلانے کے لیے ایک علیحدہ ریاست کا حصول ضروری ہے جہاں انکی خواتین بغیر کسی احساسِ کمتری کے آزادانہ طور پر زیادہ سے زیادہ تراش خراش اور میک اپ کر سکیں تاکہ مسلمان شوہروں کی عائلی اور نجی زندگی میں اضطراب ختم ہو کر سکون پیدا ہو سکے۔

اور نہ ہی ایسا تھا کہ ہندو بوڑھے، مسلمان بزرگوں کے صاف ستھرے کپڑوں پر بلاوجہ محض تعصب اور نفرت کی وجہ سے روزانہ پان کی پچکاریاں مار کر ان کے کپڑوں کو گندا کر دیا کرتے تھے جس سے تنگ آکر مسلمانوں نے فیصلہ کر لیا کہ اپنے بزرگوں کو روز روز کی اس ہندوانہ شرارت اور خباثت سے بچانے کے لیے ایک علیحدہ وطن حاصل کیا جائے تاکہ وہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر پر سکون زندگی گزار سکیں۔

اور نہ ہی ایسا تھا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ناچنے یا ڈانس کرنے کی اجازت نہیں تھی، یا مسلمان مراثیوں کی توہین کی جاتی تھی،

یا مسلمان گویوں اور بھانڈوں کو رسوا کیا جاتا تھا،
یا مسلمان فنکاروں، موسیقاروں، اداکاروں کی گستاخیاں شروع ہو گئیں تھیں، یا
مسلمانوں کے سودی کاروبار اور سودی لین دین پر پابندی عائد کر دی گئی تھی، یا
مسلمانوں کے شراب پینے پر برطانوی راج اور ہندو سرکار نے جرمانہ عائد کر دیا تھا، یا
مسلمانوں کو ڈرامے اور فلمیں بنانے کی اجازت واپس لے لی گئی تھی، یا
مسلمان چوروں اور جیب کتروں کو ہندو پولیس نے گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا، یا
مسلمان ڈاکوئوں اور بدمعاشوں سے ہندوستانی پولیس نے رشوت اور بھتہ لینا شروع کر دیا تھا، یا
مسلمان خواتین کی بے پردگی کو سرکاری سطح پر ممنوع قرار دے دیا گیا تھا چنانچہ مسلمانوں نے ان "تعصبات" سے تنگ آکر ہندوئوں سے ان کے "امتیازی" سلوک کے باعث احتجاجاً پاکستان کے قیام کا فیصلہ کیا تاکہ تمام مسلمان مراثیوں، گویّوں، بھانڈوں، فنکارائوں، موسیقاروں، اداکاروں، قاتلوں، بدمعاشوں، لچوں، لفنگوں، چوروں، ڈاکوئوں اور بے پردہ، اور بے حیا خواتین کی عظمت و احترام کو بحال کر کے انہیں ہندوستان کے بجائے پاکستان کا "معزز شہری" بنایا جا سکے۔

اور نہ ہی ایسا تھا کہ پاکستان کے بنانے والے، خدانخواستہ دیوانے تھے کہ پاکستان کو ویسے ہی تفریح اور دل لگی میں بنا ڈالا، کیونکہ ان کے پاس کرنے کا کوئی کام نہ تھا، لہٰذا انہوں نے سوچا کہ چلو زمین پر ہاتھ کی انگلی اور لکڑی سے تو سارا دن نقشے

بناتے رہتے ہیں، حقیقت میں بھی ایک ریاست قائم کرنے کی کوشش کر لیتے ہیں ہو سکتا ہے دنیا کے اتنے بڑے نقشے میں جہاں بہت سارے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے نقشے موجود ہیں، وہیں ایک اور نقشے کا بھی اضافہ ہو جائے، جہاں ہم کھلے انداز سے دن رات تفریح کیا کریں گے!(ہر گز وہر گز، حاشاو کلّا ایسا نہ تھا)۔

بانیانِ پاکستان، مفکرین و قائدین تحریک پاکستان نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ انیسویں اور بیسویں صدی کی جملہ ہم عصر دنیا کے وہ اعلیٰ ترین اذہان اور روشن فکر دماغ تھے جن کے قلوب اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان سے منور، جن کے باطن عشق مصطفیا سے لبریز جن کا دماغ اسلام کے ایک زندہ، متحرک (Dynamic) اور جامع نظام زندگی کے تصور سے مالا مال اور جن کے پاس جدید علوم اور مغربی قانون اور فکر وفلسفہ کا گہرا علم تھا جنکا سامنا کرنے سے ہندو رہنما تو کیا خود انگریز حاکمین بھی کتراتے تھے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ یہ مسلمان رہنما اپنے فکر و نظر، علم و عمل، سیرت و کردار، اخلاص اور پارسائی، تدبیر اور تنظیم، سیاسی بصیرت اور معاملہ فہمی، دور اندیشی اور اصول پرستی میں اپنی مثال آپ تھے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سردار، عبد الرب نشتر، سر لیاقت علی خان وغیرہم پاکستان کے لیے ہر محاذ پر دی گئی قربانیوں کے قافلہ کے سر خیل ہیں، لیکن اپنی ذات اور ہمہ جہتی استعداد، زبان وبیان، حکمت و بصیرت کی وجہ سے جیسے وہ آج کے بڑے اور عہد ساز انسان نظر آتے ہیں بلا شک وشبہ وہ اپنے دور کے بھی بڑے انسان تھے اس لیے کہ اس دور کے بڑوں نے انکی بڑائی کو تسلیم کر کے ان کے سامنے قولاً، فعلاً اور عملاً اپنے چھوٹے ہونے کا اعتراف کیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑے لوگوں کی باتیں، کام ، منصوبے اور مقاصد بھی بڑے ہوتے ہیں۔

اسی لیے پاکستان کے قیام کے ایسے سوقیانہ، عامیانہ اور سطحی مقاصد نہ تھے جسکی برصغیر وپاک ہند کی امت مسلمہ کے لیے صرف وقتی اور عارضی ضرورت تھی لیکن اب 65 سال گزرنے کے بعد وہ اسباب وعلل مفقود ہو گئے ہیں تو دوبارہ کسی متحدہ ہندوستان کی راگنی الاپنی شروع کر دی جائے اور نہ ہی پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کا مسئلہ مشرقی و مغربی جرمنی کی جغرافیائی تقسیم اور پھر دوبارہ ان کی جغرافیائی وحدت کی طرح کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان تقسیم، دیوار برلن کی طرح کسی دیوار کی وجہ سے نہیں جس کو ہتھوڑے مار کر اور بلڈوزروں سے گرا کر دو جرمنستانوں کو ملا کر ایک، متحدہ جرمنی کی طرح دوبارہ ایک ملک کی شکل میں ڈھال دیا جائے اور نہ ہی اس تقسیم کی وجہ دونوں ممالک کے درمیان بچھی ہوئی خاردار تاروں کی وجہ سے ہے جس کو بوقت ضرورت سمیٹ کر کسی بڑے کاٹھ کباڑ کے اسٹور میں ڈال کر دونوں ملکوں کے حدود فاصلہ کو ختم کر کے پھر سے انہیں پہلے کی طرح یکجا کر دیا جائے ایسا بالکل نہیں ہے کہ دونوں ممالک ہندوستان اور پاکستان کے مابین فرق اور وجہ امتیاز واختلاف کچھ اور شے یا سبب ہو، بلکہ یہ فرق اسلام اور کفر کا ہے۔ اور اسلامی و کافرانہ عقیدہ، نظریہ اور طرز زندگی کا ہے۔

پاکستان کی پہچان اسلام ہے، باالفاظ دیگر پاکستان کا دوسرا نام اسلام اور اسلام کا دوسرا نام پاکستان ہے۔ اسی جہ سے ہم پاکستان سے محبت اور وفاداری کو اسلام سے محبت اور وفاداری سمجھتے ہیں اور پاکستان سے نفرت اور غداری کو اسلام سے نفرت اور غداری گردانتے ہیں، اور جس طرح اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے مغلوب ہونے کے لیے نہیں اسی طرح پاکستان غالب ہونے کے لیے بنا ہے مغلوب ہونے کے لیے نہیں اگر چہ پاکستان اپنی پیدائش کے دن سے آج تک دشمنانِ دین وملت کے

ہاتھوں کئی بار مجروح ہو کر صدمات سے دوچار ہو چکا ہے لیکن خود اسلام اپنے آغاز سے لیکر تاامروز اپنوں اور اغیار کے ہاتھوں کئی بار مبتلائے مصیبت ہوا ہے، تاریخ میں کئی بار ایسا ہوا کہ بظاہر اس دینِ خداوندی کی شمع کی لو بجھتی نظر آنے لگی لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر) کے مصداق یہ وطن پاکستان بھی سلامت اور باقی رہنے کے لیے ہے اسی لیے ہر مصیبت اور امتحان سے اسلام بھی کامیاب اور کامران نکلا ہے اور خود پاکستان بھی اپنی تاریخ میں سرخرو رہا ہے اور آئندہ بھی کامیاب وکامران اور زندہ وپائندہ رہے گا۔ (انشاءاللہ)

ہمارے قائدین علامہ اقبال اور قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے پاکستان ان کے دین وایمان اور عقیدہ و مذہب کا معاملہ تھا اور دین و مذہب بمعنی اسلام کبھی ناکام نہیں ہوسکتے اسی طرح پاکستان بھی بحیثیت وطن اور اسلامی ریاست کے ناکام نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے وہ اس مملکت کو اسلام کے لیے تجربہ گاہ بنا کر پاکستان کی ریاست کو توسیع دے کر پوری دنیا کو پاکستان بنانا چاہتے تھے۔

وہ پاکستان کی تقلیل، تصغیر اور اس کی تقسیم (Minimization or Division) کے ہرگز قائل نہ تھے بلکہ وہ اس مملکت کی توسیع (Expansion) کرکے دنیا بھر کے ہندوستان، کفرستان، نصارستان، یہودستان اور منافقستانوں کو اسلامستان بنا کر پاکستان کا حصہ بنانا چاہتے تھے۔ پاکستان کا ابتدائی نقشہ اگرچہ مشرقی ومغربی پاکستان پر مشتمل تھا لیکن اسکا حتمی اور مکمل نقشہ پورے کرہ ارضی (GLOBE) پر محیط ہے۔ موجودہ ہندوستان سمیت تمام کفرستان آج نہیں تو کل پاکستان اور اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں گے۔ اس کا سبب کوئی جذباتی نعرہ (Emotional Slogan) یادیوانوں کی بڑ نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ ہے (جو بلاشک وشبہ سچا اور پورا ہونے والا ہے) کہ اللہ تعالیٰ زمین کی خلافت اہل ایمان کے سپرد کر دے گا، ہمیں یہ خطہ ارضی اسی لیے دیا گیا ہے کہ اسلام کو شرح صدر سے نافذ کر کے ایک عالمی مسلمان امت کے نظریاتی اور اعتقادی تصور کی بنیاد کو عملی اور تجرباتی صورت میں تبدیل کر دیں، اس ملک میں سرکاری، حکومتی، عدالتی، قانونی وآئینی سطح پر اسلام کے علاوہ ہر باطل نظریہ، ازم، فکر اور فلسفہ کی کلیتاً نفی کر دی جائے، مسلمان اور مسلمانیت کے تصور کو اجاگر کرکے عالمی امتِ مسلمہ (World Muslim Community) کے نظریہ کو فروغ دیا جائے اور اس ضمن میں ہر قسم کے لسانی، طبقاتی، مسلکی اور صوبائی تقسیم وتفریق کے عنوانات کو آئینی اور سرکاری سطح پر رد کر دیا جائے۔

پاکستان میں ہم اگر صرف نظریہ اسلامی اور اسلامی وحدت کو سرکاری ونجی سطح پر فروغ دینے کی کوشش کریں تو پاکستان میں دو، تین، چار، پانچ اور دس نظریات کے پنپنے کے گنجائش خود بخود ختم ہو جائے گی کیونکہ اگر بڑے درخت کو بڑھنے کے لیے سازگار ماحول فراہم کر دیا جائے تو چھوٹے پودے اور جھاڑ جھنکار آہستہ آہستہ خود بخود دفنانے کے گھاٹ اتر جاتے ہیں، نظریہ پاکستان نے آج نہیں تو کل (Global State) کی شکل اختیار کرنی ہے لہٰذا یہاں پر تعصب کی بنیاد پر اٹھنے والے جملہ نظریات کو جرم قرار دے دیا جائے اور کوئی بھی عام شخص، سیاسی قائد یا مذہبی لیڈر جو اس ارضِ پاک اور اس کے محترم اداروں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ میں ملوث ہو اسکی صورت خواہ تحریر کی ہو یا تقریر، زبانی انٹرویو ہوں یا خطاب کی، اسے جڑ سے اکھاڑنے کی شدید ضرورت ہے۔ پاکستان کے خلاف لکھنے اور بولنے والے پاگل اور خبطی دانشوروں، صحافیوں، سیاستدانوں، اینکر

پر سنز مذہبی رہنماؤں اور دوسرے ذہنی طور پر پراگندہ اور ژولیدہ فکر افراد میں سے ہم چند سو افراد کی قربانی دینے پر راضی ہو جائیں تو یقین جانیے تحریکِ پاکستان کے شہداء کی روحیں اپنی تربت میں ہم سے راضی ہو جائیں گی۔

اس عمل سے جہاں ایک طرف پاکستان ان آستین کے سانپوں سے نجات حاصل کرلے گا دوسری طرف ان کوڑھ مغز دانشوروں کو بھی ان سوالوں کا جواب مل جائے گا کہ تحریک پاکستان کا مطلب کیا ہے کیونکہ تحریک پاکستان کے عام کارکنان بھی جو پیشے کے لحاظ سے کسان، ڈرائیور، مزدور، دوکاندار، تاجر، نائی، موچی، طلباء عام مسلمان مرد خواتین اور بزرگوں پر مشتمل تھے بغیر کسی ظاہری تعلیم اور گہری دانش کے اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ پاکستان کا مطلب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ انہیں بھی معلوم تھا کہ پاکستان اسلام اور مسلمانوں کے لیے حاصل کیا جارہا ہے۔ اور اس ملک کا تصور خاکہ، نظریہ اور نقشہ ، چرچل، ہٹلر، نہرو، گاندھی، لینن، اور شاعرِ مغرب شیکسپیئر کا پیش کردہ نہیں ہے بلکہ شاعر مشرق، مفکر اسلام، دانائے راز اور عاشق رسول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کردہ وہ تصور ہے۔ جس کی مقصدیت، افادیت، حقیقیت، اہمیت، ضرورت اور مضمرات پر انہوں نے برسوں غور کیا، شکوک وشبہات کو مُسکِتْ دلائل سے رفع کیا اور ہر قسم کے اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دیئے۔

بانیان پاکستان کو اسلامی نظریہ اسکی افادیت وعملیت پر اتنا ہی یقین تھا جتنا ہمیں صبح ہونے پر سورج کے نکلنے کا یقین ہوتا ہے۔ اس یقین محکم کا سبب یہ تھا کہ وہ پاکستان کو دار الاسلام سمجھتے تھے اور اسے دار الھجرہ قرار دے کر ریاست مدینہ کا عکسِ آرزو جانتے تھے اسی دار الاسلام و دار الایمان کے سایہ عاطفت اور گوشہ عافیت میں پناہ لینے کے لیے مسلمانانِ برصغیر نے تاریخ انسانی کی سب سے بڑی اور تباہ کن ہجرت کی جس میں ایک طرف اہل حق کے بے سروسامان، غیر مسلح، غیر محفوظ اور لٹے پٹے قافلے تھے جو بھوک سے نڈھال، پیاس سے جاں بلب، بیماریوں کا شکار، سفر کی تھکان سے چور چور، طویل اور پرپیچ رستوں کی بازیافت سے بدحال، گردوغبار کے طوفان اور موسم کی شدت وحِدّت سے بے جان لاشوں کی مانند زندہ درگور نظر آتے تھے۔ اور دوسری طرف سکھ اور ہندو غنڈوں، قاتلوں، دہشت گردوں نے پے درپے سنگدلانہ، سفاکانہ، وحشیانہ، اور بزدلانہ حملوں کے تسلسل سے معصوم شیر خوار بچوں، باعصمت وعفت ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، بزرگوں، ضعیفوں اور مریضوں کو لاکھوں کی تعداد میں بربریت اور بہیمانہ تشدد سے شہید کیا، اور جن کو شہید نہ کرسکے ان کے ہاتھ، ناک، کان، زبان، بازو، ٹانگیں، آنکھیں، چہرے کاٹ ڈالے اور زندہ انسانوں کا مُثلہ (Mutilation) کیا گیا پوری انسانی تاریخ سفاکیت اور بہیمت (Brutality) کے ان واقعات کا عشرِ عشیر بھی پیش نہیں کرسکتی۔ یہ واقعات ہمیشہ تاریخ انسانی کے چہرے پر بدنما داغ اور ہندو سماج وتہذیب کے لیے کلنگ کا ٹیکہ رہیں گے جس کے باعث ماضی کی طرح آج اور کل کی ہندو قومیت کے علمبرداروں کا سر ہمیشہ ہمیشہ شرم سے جھکا رہے گا۔ تاریخ کے اس قیامت صغریٰ میں زندگی اور موت کے مابین پل صراط پر یہ اللہ کے سپاہی بندے اور بندیاں کن کرب و آلام اور مصائب وشدائد کی بھٹیوں سے گزرے ہیں۔ پاکستان کا اپنے نوجوانوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی تاریخ کو مت بھولیں ورنہ تاریخ اپنے آپ کو دھرایا کرتی ہے۔ اور جب آپ تاریخ کے واقعات سے سبق نہ سیکھیں تو تاریخ آپ کو بھی ایک واقعہ بنا کر رکھ دیتی ہے تاکہ لوگ آپ کے واقعہ اور حادثہ سے سبق حاصل کرسکیں۔ یہ ہمارے گمنام شہداء کا ہم پر حق ہے کہ

ہم ان شہداء کی شہادتوں کے روح فرسا اور لرزا دینے والے واقعات کو تاریخ کے قبرستان سے برآمد کر کے اپنی عقیدت و نسبت کے پھول ان پر نچھاور کریں اور پاکستان کے اس چمن کو سدا شاد و آباد رکھنے کے لیے اپنے حصے کا خراج ادا کرتے رہیں۔

آج امن کی آشا کے نام پر اگر ہمارے کچھ نام نہاد دانشور پاکستانی قوم کو ماضی بھلانے کا درس دے کر "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا بھونڈا، نعرہ لگانا چاہتے ہیں تو وہ شوق سے فاختہ اڑائیں لیکن پوری قوم کو گمراہ نہ کریں۔ اور 1948ء، 1965ء، 1971ء اور سیاچن پر ہندوستان کے بار بار حملے کوئی ٹی وی ڈرامہ اور مزاحیہ فلم نہ تھے جس کو مسکرا کر آپ بھلادیں۔ اور نہ ہی بھارت کی خفیہ (R.A.W) ایجنسی کی پاکستان کے اندر اور پڑوسی ممالک میں، پاکستان کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننے کی کوشش کو کوئی کھیل تماشہ سمجھ کر نظر انداز کر دینا چاہے تو یہ اسکی مرضی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان، ہندوستانی حکومت ہندوستانی فوج اور ہندو قوم پرستوں نے پاکستان کے وجود کو ایک لمحہ کے لیے بھی قبول نہیں کیا ہے بلکہ انکی ہر ممکن کوشش رہی ہے کہ پاکستان کے وجود کو بمع یہاں کے مسلمانوں کے وجود کے مٹا کر رکھ دیا جائے۔

آج بھی بلوچستان اور سندھ سمیت کون سا پاکستان کا صوبہ اور علاقہ ہے جس میں نفرت، غدّاری، اور وطن دشمنی کے بیجوں کی آبیاری کے لیے سارے مالی و مادی اسباب ہمارے دشمن پڑوسی ممالک فراخدلی سے فراہم نہیں کر رہے ہیں، یہ تو اس ملک پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بلکہ خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس مٹی کے رکھوالوں کی آنکھیں رات کی تاریکیوں میں بھی جاگتی رہتی ہیں، اور دن کی روشنی میں ان کے کان اس ملک کے خلاف زہر افشانی کرنے والی ہر زبان اور شیطانی منصوبہ سازی کے جملہ معاملات سے کماحقہ باخبر ہیں، ورنہ یہود و ہنود اس ملک کے حصے بخرے کر کے اس کو ہضم کر چکے ہوتے۔

ہم دوبارہ اس حقیقت کی طرف تمام اہلِ وطن کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ وہ اس ملک اور اس کے جملہ اداروں کے ساتھ غیر مشروط وفاداری کا بیج اپنے اور اپنے متعلقین کے دلوں میں پختگی کے ساتھ بو دیں، تاکہ کسی بھی نام نہاد انقلاب کے نام پر ملک کے مضبوط اداروں کو باہم آپس میں ٹکرانے اور لڑانے اور عوام میں خلفشار پیدا کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنایا جاسکے۔

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد جناح کا موٴقف:

یہ مشیت ایزدی ہے، یہ حضرت محمد مصطفیٰ اکا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس ابیض (کورے کاغذ) سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی، آج وہ قوم آزاد ہے۔

(بارگاہِ رسالت مآب امیں قائدِ اعظم، صفحہ 44)

مزید فرماتے ہیں: دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی، یہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے۔

(30 اکتوبر 1947، یونیورسٹی گرائونڈ، لاہور)

پاکستان کیوں اور کس کے لیے؟

متحدہ ہندوستان میں مسلمان اور غیر مسلم ہزار برس سے بھی زائد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے رہے۔ اس پورے عرصہ میں جب مسلمان حاکم اور غیر مسلم ہندو اکثریت کے محکوم تھے۔ مسلمانوں نے حکومتی سطح پر جان بوجھ کر کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ ہندوئوں کو جبراً مسلمان کیا جائے یا ان کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا ظلم اور امتیازی سلوک روا رکھا جائے یا ان کی معاشی اور کاروباری و تجارتی ترقیوں پر کوئی قدغن لگائی جائے۔ اسی طرح ہندوئوں کے مندر، بت خانے یا عبادت خانوں کی تعمیر و ترقی اور اس کی آبادکاری پر بھی کبھی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی اور نہ ہی ان کے مذہبی تہواروں اور خوشی کی تقریبات پر کوئی پابندی عائد کی گئی۔ بلکہ اس کے برعکس تمام غیر مسلمین بشمول ہندو آبادی کے باصلاحیت افراد کی حوصلہ افزائی کر کے ان کو اعلیٰ مناصب تک رسائی کا موقع فراہم کیا گیا۔ ان کی دل جوئی کے لیے ان کے مذہبی تہواروں اور خوشی کے مواقع پر تحائف کا تبادلہ اور مبارکباد کے پیغامات کا التزام، ان کے موت، صدمات اور حادثات کے موقع پر تعزیت و اظہار تاسف، پڑوسی اور محلے دار ہونے کی حیثیت سے ان کے حقوق کی حفاظت، ضرورت کے وقت ان کے ساتھ تعاون وغیرہ ایسی حقیقت ہے جس کی بے شمار مثالیں تاریخ کے اوراق میں بکھری پڑی ہیں۔

لیکن جب برصغیر پر مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریزوں کی حکمرانی قائم ہوئی تو انگریزوں نے مسلمانوں کے برصغیر پر "حکمرانی کے خمار" کو ٹھکانے لگانے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہندوئوں کو آگے بڑھانا شروع کیا چنانچہ مسلمان اپنی کوتاہ عملی و سستی انگریزوں کی ریشہ دوانیوں اور ہندوئوں کی فتنہ پروری کے نتیجے میں ہر میدان اور ہر شعبہ ہائے زندگی میں مغلوب اور پیچھے ہوتے چلے گئے۔ ہندوئوں کی تازہ تازہ ترقی کے زعم نے انہیں یہ باور کروایا کہ ہندوستان کی سرمین پر مسلمان حاکم اور ظالم اور ہندو محکوم اور مظلوم رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ادوار کے تمام مزعومہ مظالم کے بدلہ چکانے کا سنہری موقع ملتے ہی ہندئوں نے ہر سطح پر مسلمانوں سے حساب و کتاب برابر کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بات بات پر مسلمانوں کی مار دھاڑ، ان کے اموال و تجارت کی لوٹ مار، گائے کے پرستش کے نام پر گائے کے ذبیحہ کی بالجبر ممانعت، ہندو فسادیوں کا مساجد کے سامنے نعرہ بازی کی ذریعے مسلمانوں کی عبادت میں خلل، تعلیمی اداروں میں مسلمان طلبہ کے داخلوں میں امتیازی سلوک، سول سروس اور سرکاری اداروں کی ملازمتوں میں مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوئوں کو ترجیح اور مذہبی، لسانی، ثقافتی، تہذیبی اور سیاسی اختلافات کی خلیج کا مستقل گہرا ہوتے چلے جانا، بشمول دوسرے عوامل کے وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں اور ہندوئوں کا سابقہ اتحاد و اتفاق یکسر پارہ پارہ ہو گیا اور دونوں فریق ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے۔

مسلمان اور ہندوئوں کے مابین سوائے جغرافیائی وحدت کے کوئی بقدر مشترک نہ تھی۔ باقی ہر معاملہ میں مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کی ضد اور عکس تھے۔ مسلمانوں کا دین، ایمان، ثقافت، تہذیب، تمدن، تاریخ، آداب، اخلاق، معاملات، ہر شے ہندوئوں سے مختلف تھی:

(1) مسلمان توحید کو ماننے والے، ہندو بت پرست اور مشرک۔

(2) مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرنے والے، ہندو کروڑہا اصنام کو پوجنے والے

(3) مسلمان سلسلہ نبوت اور ختم نبوت کو ماننے والے، ہندو اس کے منکر اور اوتاروں کو ماننے والے۔

(4) مسلمان قیامت کو ماننے والے، ہندو قیامت کے اسلامی تصور کے منکر۔

(5) مسلمان مر کر جی اُٹھنے کے قائل، ہندو، حلول کے قائل، حشر و نشر کے منکر۔

(6) مسلمان قرآن کریم کو رب کا آخری، مکمل اور جامع کلام ماننے والے وہ قرآن کے منکر اور ویدں اور گیتا کے ماننے والے۔

(7) مسلمان قرآن کی تلاوت کرنے اور سننے والے، ہندو سوائے برہمن کے اپنے مقدس کلام کا پڑھنا اور سننا قابل گردن زنی جرم۔

(8) مسلمانوں کے محترم تہوار عید الفطر اور عید الاضحی، ان کے لیے محترم تہوار ہولی اور دیوالی۔

(9) مسلمان مردوں کو دفنانے والے۔ ہندو اپنے مردوں کو جلانے والے۔

(10) مسلمانوں کے لیے مکۃ المکرمۃ اور مدینۃ المنوّرۃ مقدس ترین مقامات، ان کے لیے بنارس اور ایودھیا۔

(11) مسلمانوں کا مقدس پانی آبِ زم زم، ہندوئوں کے لیے گنگا اور جمنا کا پانی مقدس

(12) مسلمانوں کا مقدس لباس احرام، ہندوئوں کا اپنا جوگیانہ لباس۔

(13) مسلمانوں کا عظیم الشان سالانہ اجتماع بیت اللہ میں جبکہ ہندوئوں کا سب سے بڑا اجتماع گنگا میں۔

(14) مسلمانوں کی قومی زبان اردو، ہندوئوں کی ہندی

(15) مسلمانوں کا لباس شلوار، قمیض جبکہ ہندو دھوتی، بنیان اور خواتین کے لیے ساڑھی جیسا بیہودہ لباس۔

(16) مسلمانوں میں حلال و حرام کا تصور ان کے یہاں ان کے اپنے تصورات۔

(17) مسلمانوں کے لیے شراب حرام ہندوئوں کے لیے اسکی حیثیت "دارو" کی۔

(18) مسلمان رقص و سرور کو خرافات اور لایعنی کام سمجھتے ہیں جبکہ ہندوئوں میں ناچ گانا عبادت ہے۔

(19) مسلمانوں کے یہاں عزت کا معیار "تقویٰ"، ہندوئوں میں عزت کا معیار خاندان اور برادریاں۔

(20) مسلمان ذات پات کے سخت مخالف، ہندوئوں کا تعارف ذات پات کی بنیاد پر۔

(21) مسلمان کثرت ازدواج کے قائل، ہندو اس کے شدید مخالف۔

(22) مسلمان بیٹی کو رحمت، ہندو اسکو زحمت سمجھتا ہے۔

(23) مسلمان کا اپنا نظام طہارت و پاکیزگی، ہندو اس سے کلیۃً نابلد۔

(24) مسلمان شریعت کو تمام دوسرے قوانین سے بالا اور اعلیٰ سمجھنے والے، ہندو شریعت کے نام سے بھی ناواقف۔

(25) مسلمانوں کے اپنے علماء و مشائخ، ہندوئوں کے اپنے جوگی اور پنڈت۔

(26) مسلمانوں کے اپنے فقہی، فکری، اور کلامی دبستان، ہندوئوں کو کبھی ان ناموں کی شاید ہوا بھی نہ لگی ہو۔

(27) 27۔ مسلمانوں کے اپنی روحانی سلسلے(Spiritual Chains and Orders)

(28) ہندوئوں کے اپنے گیان دھیان کے طریقے کار۔

(29) 28۔ مسلمانوں کے بزرگوں کے مستند اور اجماعی طور پر ثابت شدہ کشف و کرامات، ہندوئوں کے اپنے استدراج۔

(30) مسلمانوں کا اپنا تفسیری، حدیثی، فقہی اور کلامی ذخیرہ، ہندو ان اصطلاحات سے بھی ناآشنا۔

(31) مسلمانوں کی اپنی شاعری، حمد، نعت، منقبت، سلام اور شعراء، ہندوئوں کا اپنا شاعرانہ ادب۔

(32) مسلمانوں کی اپنی تاریخ و تہذیب، ثقافت و تمدن اور ہندوئوں کی اپنی تاریخ و تہذیب۔

(33) مسلمان جادو کو کفر سمجھتے ہیں، ہندوئوں میں جادوگری شخصی کمال و عزت کا سبب۔

(34) مسلمان ذکر و اذکار کے قائل، ہندو جنتر منتر اور سفلی علوم کے قائل۔

(35) مسلمان نماز پنجگانہ کے لیے اذان دیتے ہیں، وہاں روزانہ کی عبادت کے لیے گھنٹیاں

(36) مسلمانوں کے غدار اور دشمن، ہندوئوں کے یار اور دوست۔

(37) مسلمانوں کا اپنا تصورِ انسان، تصورِ زندگی، تصورِ کائنات، ہندوئوں سے بالکل مختلف۔

بر صغیر پر مسلمانوں کی وسعت ظرفی، برداشت اور رواداری کے ساتھ ایک ہزار سالہ حکمرانی کے مقابلے میں ہندووں کی انگریزوں کے ساتھ چند سالہ نیم مشترکہ حکمرانی کے بگڑتے تیور اس بات کی چغلی کھا رہے تھے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو مسلمانوں پر اپنا شکنجہ سخت سے سخت تر کرتے چلے جائیں گے چنانچہ مفکر پاکستان علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ایما پر قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سمیت دوسرے مسلم قائدین نے آنے والی مسلمان نسلوں کے ایمان و عقیدہ کے تحفظ اور اسلامی تہذیب و تمدن کے بقاء و تسلسل کے لیے یہ شاندار نظریہ پیش کیا کہ مسلمانوں کے پاس ان کا اپنا وطن ہونا چاہیے جہاں نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور تہذیب و پرورش اسلامی ماحول اور قرآن و سنت کی روشنی میں ہو، جہاں ریاست مسلمانوں کے دین و ایمان کی محافظ ہو اور معیشت، معاشرت، تجارت، سیاست، تعلیم، قانون، آئین غرض زندگی کے جملہ پہلو مسلمانوں کے مذہبی، روحانی اور اقداری احیاء کے ضامن بن سکیں۔ اسی لیے مسلمانوں کی سلامیت کے اظہار کے لیے حاصل شدہ وطن کا نام پاکستان رکھا گیا جو اسم بامسمیٰ ہے۔ یعنی وہ زمین جو ایمان، عقیدہ، نظریہ، فکر اور سوچ کی نجاست سے پاک وصاف ہو اس کے باشندے اور حکمران بھی فکری، نظریاتی، اعتقادی، اخلاقی اور کرداری طور پر گندے، نجس اور غلیظ نہیں پاک وصاف ہوں اور ہر گند اور برائی کے صاف کرنے والے ہوں۔

پاکستان کے قیام کا مقصد زمین پر رب تعالیٰ کی حاکمیت، شریعتِ اسلامیہ اور نبوت محمد اکی کاملیت، جامعیت، آفاقیت اور عالمگیریت کے دعویٰ کے اثبات کے لیے تجربہ گاہ بنانا تھا، جہاں قانون خداوندی نے جملہ انسانی امور و معاملات کو طے کرنا تھا، اسی لیے تحریک آزادی پاکستان کے کسی بھی جلسہ، جلوس، ریلی، مظاہرہ اور خطاب کے دوران عام کارکن سے لے کر کسی بڑے لیڈر اور اصاغر (Younger) سے لے کر اکابر (Elder) تک کوئی بھی مثال اس بات کی پیش نہیں کی جاسکتی کہ کسی فرد واحد نے عمومی طور پر جذبات سے مغلوب ہو کر یہ نعرہ لگایا ہو کہ:

پاکستان کا مطلب کیا

ا،ب،ت،ث

پاکستان کا مطلب کیا

A,B,C,D

پاکستان کا مطلب کیا

پڑھنے لکھنے کے سوا کیا

پاکستان کا مطلب کیا

سیکولرازم کی بات ہے کیا

پاکستان کا مطلب کیا

واہ جمہوریت واہ

پاکستان کا مطلب کیا

لبرل ازم اور روشن خیالی آ

پاکستان کا مطلب کیا

سرمایہ داریت ہماری چاہ

بلکہ ہر زبان پر جو نعرہ تھا وہ تھا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اسی طرح پاکستان کے قیام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو زمین پر قائم کرنے کا مترادف سمجھ کر جن مسلمان حضرات و خواتین نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کیا، ان شہداء کے وارثین، عزیز و اقارب، بانیان پاکستان اور تحریک پاکستان کے سیاسی قیادت میں سے کسی ایک فرد نے بھی ان شہدائے اسلام و شہدائے پاکستان کو

شہدائے

ا،ب،ت،ث

شہدائے

A,B,C,D

شہدائے

جمہوریت

شہدائے

لبرل ازم

شہدائے

سرمایہ داریت

شہدائے

سیکولرازم

شہدائے

روشن خیالی وغیرہ قرار نہیں دیا۔

اگر اس نوعیت کی کوئی انکشافی معلومات کسی دانشور کے پٹارے میں ہو تو بھی کسی انتظار و توقف کے جلد از جلد پوری پاکستان قوم کو آگاہ فرمائیں، تاکہ نظریاتی سطح پر پاکستان میں جاری اسلام اور سیکولرازم کی بحث کا خاتمہ ہو سکے۔

آج سوال پاکستان کے ہونے اور نہ ہونے کا اور اس کے چاہے جانے یا نہ چاہے جانے کا سرے سے ہے ہی نہیں پاکستان کو جس جس نے چاہا جان، مال عزت، شہرت، وقت، صلاحیت اور قابلیت کی قربانی دے کہ انہوں نے اپنی چاہت کو حقیقت میں بدلا۔ پاکستان اب چاہت کا معاملہ نہیں حقیقت بلکہ بدیہی حقیقت ہے، جس طرح دنیا کے نقشے پر چین، روس، امریکہ، برطانیہ وغیرہ باقاعدہ تسلیم شدہ حقائق ہیں ان سے بھی زیادہ مسلمہ حقیقت پاکستان ہے جو کسی کی آنکھیں بند کرنے یا بکواس کرنے سے چھپ اور ختم نہیں ہو سکتا، اگر ایسا ہونا ہوتا تو جتنی اندرونی و بیرونی سازشیں اس کے خلاف کی گئی یہ ملک اب تک دنیا کے نقشے سے مٹ چکا ہوتا۔ اس ملک کو بے دردی سے لوٹا گیا، اس کے ادروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا، اس کے عوام کو 65 سال سے بے وقوف بنا کر لاچار اور بھکاری بنانے کی سازشیں آج بھی زور و شور سے جاری ہیں، اس کے ایک بازو کو اس سے زبردستی کاٹ دیا گیا، ہر وہ منصوبہ جس سے اس ملک کی ترقی اور خوشحالی ہو سکتی تھی اس کو ذمہ دار افراد نے رکوا کر اپنی بد باطنی کا اور اس ملک کے ساتھ دشمنی کا ثبوت دیا۔ لیکن ان تمام غداران ابن غداران پاکستان کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس ملک کے قیام کے لیے جس اسلامی مہینہ کا انتخاب فرمایا وہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا، اور جس رات کا انتخاب فرمایا وہ سب سے مقدس رات لیلۃ القدر کی رات تھی یہ سب اتفاقات نہیں مشیت ایزدی کے اس پاک سرزمین پر رحمتوں اور برکتوں کے نزول کے سدا بہار اشارے ہیں۔

اس لیے پاکستان کے وجود کو تاریخی غلطی، قائد اعظم اور مسلمانوں کو غلط قرار دینے والے "انجمن عاشقان امریکہ "اور انجمن محبان انڈیا کے وفادار کارکنوں سے گذارش ہے کہ پاکستان کی غلطی کا داغ اپنے سینے پر سجا کر پوری زندگی منافقوں کی طرح یہاں گزارنے کے بجائے اپنی مزعومہ جنت امریکہ اور ہندوستان ہجرت Migration فرمالیں، تاکہ ان دانشوروں کو ان کے دماغی کوڑے دان اور نظریاتی دال چاول کا بھائو معلوم ہو جائے، اس ملک کی تمام مراعات سے حد درجہ اولیٰ مستفید ہونے والے اور اپنے زعم میں V.V.I.P بن کر گھومنے والوں کا جس وقت امریکہ کے ہوائی اڈوں پر استقبال، ان کے کپڑے اتار کر اور ہندوستان میں ان کے کپڑے پھاڑ کر ہوا تو یہاں دانش کے نام پر شیخیاں بگھارنے والوں کو اپنی ہضم نہ ہونے والی عزت

کی قدر اور وقعت کا اندازہ چند لمحوں میں ہو جائے گا رہی بات کہ پاکستان میں کون سا نظام ہونا چاہیے تو جس طرح آج اگر امریکہ ، برطانیہ میں مسلمان اسلامی حکومت قائم کرنے کا اعلان کرکے امریکہ کو " اسلامی جمہوریہ امریکہ " اور برطانیہ کو " مسلم ری پبلک آف برطانیہ " بنانے کا اعلان کر دیں تو مغرب کے جملہ فیض یافتہ گان ان مسلمانوں کو سمجھانے اور بجھانے کے لیے " حکمت و دانش " کا سیلاب اور طوفان برپا کر کے رکھ دیں گے ، ہماری بھی ان دانائوں کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ یہ " اسلامی جمہوریہ پاکستان " ہے۔ جس طرح امریکہ و برطانیہ میں اسلام کا نفاذ اور مسلم حکومت کا نعرہ آپ کو غیر متعلق و غیر معقول لگے گا اس سے بھی زیادہ غیر معقول بلکہ نامعقول بات یہ ہے کہ پاکستان میں آپ اسلام کے علاوہ کسی در آمدی -" ازم " کے نفاذ کے لیے اپنے احمقانہ اخلاص سے ابنائے وطن اہلِ اسلام کا رخ بیت اللہ اور مدینۃ المنورۃ سے واشنگٹن اور مرحوم ماسکو کی طرف پھیرنے کی سعی غیر مشکور فرماتے رہیں۔

پاکستان کا نام ، پاکستان کی 98 فیصد مسلم اکثریت پر مشتمل آبادی ، پاکستان کا اسلامی دستور ، پاکستان کی مسلح افواج کا ماٹو ، ایمان ، تقویٰ ، جہاد فی سبیل اللہ " یہ سب کچھ اس حقیقت کی غماض ہے کہ پاکستان اسلام ہی کا فیض ہے۔ پاکستان کا سبز ہلالی پرچم ، اسلامی ماہ و سال اور ہجری کلینڈر سے سنین (years) کا حساب و کتاب اس ملک کے اسلام کے ساتھ مضبوط تعلق کا استعارہ ہے جبکہ پرچم میں سبز رنگ کی نسبت گنبد خضریٰ اور حضور ختمی المرتبت کے ساتھ مضبوط تعلق کی واضح علامت ہے ، یہ علیحدہ بحث و حقیقت ہے کہ پاکستان کو لوٹنے اور اس ملک کو فکری ، اخلاقی ، آئینی ، قانون اور مالی بحران اور تباہی کے دہانے تک پہنچانے والی نام نہاد اشرافیہ نے چور مچائے شور کے مصداق روز اول سے شریعت اور اسلام کے نام کو خوفناک انداز میں پیش کرنے کا قابل مذمت کارنامہ انجام دیا ہے تا کہ لوگ نفاذ اسلام ، نفاذ شریعت نظام مصطفی اکا نام سنتے ہی کپکپانا شروع کر دیں ، جس کا لازمی نتیجہ اسلام سے دوری اور کفر سے قربت کی صورت میں نکلتا ہے یعنی لوگ پاکستان کی بنیاد لا الہ الا اللہ کے بجائے سیکولرازم اور جمہوریت میں تلاش کرنا شروع کر دیں۔

بزرگانِ دین اور تحریکِ پاکستان

جدوجہد آزادی پاکستان پوری امت مسلمہ کا مشترکہ تاریخی ، تہذیبی و ثقافتی ورثہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے یہ تحریک اس لئے برپا کی کہ وہ پاکستان قائم کرکے اسلامی نظام کا قیام اور نفاذ چاہتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے متحدہ ہندوستان سے علیحدگی کا مطالبہ کیا اور بالآخر ایک طویل اور خونی جدوجہد کے نتیجے میں یہ ارض وطن دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ اس تحریک کی ابتداء سے لیکر قیام پاکستان کی کامیابی تک کے پورے عرصہ میں مسلمانان برصغیر کی قیادت اور ہنمائی کا ہر اول ، موئثر اور فعال دستہ علمائے ربانیین اور بزرگانِ دین کا رہاہے۔ اگرچہ کہ سیاسی و مذہبی قائدین مشترکہ طور پر اس مشن کو لے کر آگے بڑھ رہے تھے لیکن برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی قیادت ، سیاسی جلسے اور جلوسوں کی وجہ سے زیادہ نمایاں تھی جبکہ مذہبی و روحانی قیادت کا وہ حصہ جو اکابرین پر مشتمل تھا۔ مثلاً شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت صاحب زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر محمد طاہر اشرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت پیر محمد قاسم مشوری اور علامہ عبد الحامد بدایونی

وغیر ہم براہ راست اس تحریک آزادی پاکستان میں شرکت اور مسلم لیگ کے مرکزی قائدین کی ان حضرات گرامی قدر سے مشاورت کی وجہ سے بہت نمایاں تھی جب کہ دینی وروحانی قیادت کا وہ حصہ جو عموماً سیاسی گہما گہمی کے مراکز سے دور ہونے، خود اپنے دور افتادہ علاقوں میں تحریک پاکستان کی مقامی قیادت کی مصروفیتوں کی وجہ سے اور طبعی طور پر نام ونمود اور خود نمائی سے گریز کی وجہ سے بہت زیادہ نمایاں ان معنوں میں نہ ہوسکے کہ عامۃ الناس اور عام پڑھے لکھے لوگ ان مقتدر اور محترم کی شخصیات کی پاکستان کے لیے بے مثال قربانیوں اور پاکستان کو مقصد زندگی بنانے کے باوجود بھی ان کے ناموں سے شناسا نہیں ہیں۔

ہر سال 23مارچ اور 14اگست کے موقع پر قرارداد پاکستان اور یوم آزادی پاکستان کے تناظر میں چند افراد کا ذکر خیر ہوتا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی جدوجہدِ آزادی میں شاید صرف چند صاحبوں، نوابوں، سرداروں، خانوں، جاگرداروں اور سروں (Sirs) نے ہی اپنا سب کچھ اس ارض پاکستان کے لیے لٹایا تھا جبکہ باقی دوسرے تمام افراد بالخصوص دینی ومذہبی قیادت شاید گہری اور میٹھی نید سورہی تھی جو اعلان آزادی پاکستان کی صبح اس میں خواب خرگوش سے اچانک جاگ پڑے ہوں !! ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۷تک مسلم لیگ جب صرف" صاحبوں، نوابوں اور سروں" کی جماعت سمجھی جاتی تھی اور ابھی علمائے کرام ومشائخ عظام اس جماعت میں شامل نہیں ہوئے تھے تو پنجاب اسمبلی میں صرف دو مسلم لیگی ارکان منتخب ہوپائے تھے اور ان میں بھی راجہ غضنفر علی خان، مسلم لیگ سے منحرف ہوگیا تھا اور اس طرح ملک برکت علی، پوری اسمبلی میں مسلم لیگ کے واحد رکن تھے ۱۹۴۶ میں علماء ومشائخِ اہل سنت نے اجتماعی طور پر سنی کانفرنس بنارس میں مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نامور شیخ طریقت اور محدث کبیر، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی زیر صدارت کیا اس اعلان کے بعد برصغیر کے چپہ چپہ پر پھیلی ہوئی خانقاہیں اور سندھ، پنجاب، یوپی پٹنہ، بہار، کچھوچھہ، بریلی، مشرقی پنجاب اور دوسرے علاقوں کے بزرگانِ دین اور گدی نشین حضراتِ طریقت نے تحریک پاکستان کو حمایت اسلام ونصرت مسلمین کا فرض قرار دے کر اس تحریک کی دامے، درمے، سخنے، قدمے، تائید، حمایت اور مدد کی ہر ممکن کوشش کی۔

بزرگان دین نے اپنی خانقاہوں کو تحریک پاکستان کی چھاؤنیاں، اپنے مریدین کو اس تحریک آزادی کا مقدمۃ الجیش، اپنے ذکرواذکار کو اس جدوجہد کی حمایت کا روحانی اسلحہ وبارود، اپنی جائے نمازوں اور گدیوں کو برصغیر کی امت مسلمہ کی حمایت کا اسٹیج، خانقاہوں اور مزارات کے جھنڈوں کو پاکستان کے حمایت کے جھنڈوں اپنے عصائوں اور لاٹھیوں کو مسلمانوں کی حفاظت کے تلواروں اور اپنی ذاتی تحفہ تحائف اور نذرانوں اور چندوں کو تحریک پاکستان کے امدادی فنڈ میں عملاً بدل کر رکھ دیا۔ بزرگان دین نے تحریک پاکستان کے دوران خانقاہوں کے مزاج وعادات کو بدل دیا مریدین کی ذہنی سانچہ میں جمود کے بجائے تحریک اور ذکر کے ساتھ انکی فکر کو بیدار کیا تقلید شخصی کے مزاج کے ساتھ ساتھ دلائل وبراہین کے اسلحہ خانہ سے معتقدین کو نظریاتی شمشیر وسناں سے مسلح کیا گیا، جزء وقتی ارادت مندوں تک کل کو وقتی سپاہ تحریک آزادی پاکستان بنادیے گئے۔ اسی لیے ان خانقاہوں کے ماحول میں صبح وشام " اللہ اللہ اور اللہ ہو" کی صدائوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ پاکستان کا مقصد محمد رسول اللہ اور پاکستان کا آئین کلام اللہ کے نعرے اور ترانے گونجنے لگے۔ روحانی اجتماعات حمایت

پاکستان کے جلوس میں بدل گئے، ذکر و مراقبہ میں تمام تر توجیہات بار گاہ الٰہی میں تحریک پاکستان کی حمایت و نصرت کی دعائوں، التجائوں، مناجاتوں، ذاریوں اور آرزئوں میں بدل گئیں۔ بزر گان دین نے اپنے اداروں، مدارس اور خانقاہوں کی تعمیر کو روک کر اپنے مریدین، معتقدین، متوسلین اور منتسبین کو پاکستان کے قیام کے مشن پر لگا دیا۔

بر صغیر پاک و ہند کی کم و بیش ہر خانقاہ اور صاحب ارشاد نے بمعہ اپنے متوسلین کے اس معرکہ کربلا میں حسینی بن کر یزیدانِ زمانہ کے خلاف جس جرأت اور بہادری کی داستان رقم کی اِس نے حضرت حر رحمۃ اللہ علیہ کی بہادری اور اسوۂ شبیری کی یاد تازہ کر کے رکھ دی۔ روحانی خلافت وارادت کے ان مراکز میں اہل اللہ نے تصوف، ذکر واذکار اور اپنی ارادت کشی کو ہاتھ کی ہتھکڑیاں اور پائوں کی بیڑیاں بننے نہیں دیا بلکہ اس معرکہ حق و باطل میں اپنی ارادت مندی کے تمغہ جرأت اور بہادری کو سینے پر سجا کر قولی و فعلی، زبانی و عملی، سیاسی و اخلاقی اور جانی ومالی قربانیوں سے جدوجہدِ آزادی پاکستان کے شجر طیبہ کی آبیاری کی۔ پاکستان کی موجودہ خوبصورت اور وسیع عمارت کی بنیادیں پانی، مٹی اور گارے کی مرہون منت نہیں بلکہ یہاں اخلاق ووفا کا پانی، مسلمان شہداء کے مقدس وجود کا گارہ، اتفاق واتحاد کا سیمنٹ اور دینی وروحانی شخصیات کی تائید وحمایت کا کنکریٹ اور حضور اکرم اکی خصوصی توجہات کا فیضان موجود ہے۔

پاکستان انسانی تاریخ کے قافلہ حریت کی داستان حزن والم پر مشتمل محض ایک باب نہیں بلکہ رزم حق و باطل میں شیطان کی مخالفت اور حضرت آدم علیہ السلام کی حمایت، فرعون کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصرت، یہود و نصاریٰ، مشرکین وباطل پرستوں کے بجائے انبیاء کرام کی تائید اور ابو جہل وابو لہب کے مقابلے میں حضور خاتم المرسلین، خاتم النبینا کی تعظیم، توقیر اور اعانت اور آپ کے دین پاک "الاسلام" کے کفر کے مقابلے میں غلبے کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کا نام ہے۔ اسی سبب سے خانقاہوں، بزرگوں اور انکے معتقدین نے قیام پاکستان کی نازک گھڑیوں میں اسلام اور مسلمانوں کے پلڑے میں اپنا وزن ڈال کر، تحریر و تقریر کے ذریعے مسلمانانِ ہند کے اس علیحدہ مملکت کے حصول کی کوششوں کی حمایت کر کے اور عملاً ہر محاذ پر قربانی دے کر بدر واحد اور احزاب وحنین میں نجومِ رسالت اور مقتدائے ہدایت کے نقوش پاء کے اتباع کی سعادت کے حصول کی ہر ممکن کوشش کی۔ تمام روحانی سلاسل سمیت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین میں سے نمایاں خانوادے اور خانقاہیں جو تحریک پاکستان کا دست و بازو بنے رہے اور جن کی تائید وحمایت کے بغیر منزل پاکستان کے کھوٹے ہونے کا خطرہ تھا ان میں حضرت پیر غلام مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد ہاشم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد اسحاق جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر عبد اللہ جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر غلام مرتضیٰ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر عبد الستار سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، سمیت کئی دوسری نقشبندی خانقاہوں اور بزرگوں نے قیام پاکستان کے بعد لٹے پٹے مہاجرین کے قافلوں کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور انصار مدینہ بن کر اپنی زمینیں، جائیدادیں، مویشی، مال، مکان اور دوکانیں ان مہاجرین کی کفالت کے لیے وقف کر دیں۔

خانقاہی سلسلوں میں فعال خانقاہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لاڑکانہ اور کنڈیارو شریف کی خانقاہیں ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل وبعد ان خانقاہوں کے بزرگانِ دین وشیوخ وطریقت نے حمایتِ پاکستان، نصرتِ اسلام و مسلمین، خدمت خلق اور

وطن پاک کی حفاظت کا ولولہ انگیز اور بھرپور حق ادا کیا حضرتِ اقدس قطب دوراں، غوثِ زماں، قیوم جہاں حضور اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ وادی مہران کی اسلامی تاریخ، تہذیب، ثقافت اور تمدن کا وہ گلِ سرسبد ہے جو بجا طور پر مہمان نوازی کی حامل اس قدیم خطہ کی روحانی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ جن کے بغیر اس خطہ کا تاجِ روحانیت اپنی خوبصورت اور دل آویز شعائوں کے شرفِ افتخار و وقار سے محروم نظر آتا ہے۔ یہ عظمت روحانی کی مسند اعلیٰ کا وہ تاجدار ہے جن کا وجودِ مسعود بندگان رب کے لیے معرفتِ خداوندی کا ذریعہ ہے، جنکی صحبت اکسیر اعظم، جن کا علم مرج البحرین، جنکا چہرہ سراج منیر، جن کا قلب اطہر مہبطِ تجلیات الٰہی، جنکی گفتگو شِفَائٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْر، جنکی صحبت، صافی قلب وروح، جنکی نظر عنایت روحانی امراض کا تریاق، جن کا اشارہ آبرو عنایتِ ربانی کا بابِ رحمت، جن کی نگاہِ انتخاب، حجر کو کبریت احمر، جاہل کو عالم، غافل کو عارف، شریر کو صالح اور نیک کو ولی، بدُ کو قطب اور گمراہ کو ابدال بنانے کا مستند وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

آپ کے فیضِ روحانی، ہدایت ایمانی اور صور لسانی نے پاکستان بننے کے بعد اللہ کی راہ مین ہجرت کر کے آنے والوں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنا سب کچھ لٹانے والوں کو دوبارہ اللہ کے در سے جوڑنے کے لیے آپ کی صدا اور پکار پہ لبیک کہا۔ آپ نے مقامی اور نووارد مسلمانوں کو سچا پاکستانی اور کھرا مسلمان بنانے کے لیے ہزاروں میل کا مہینوں بلکہ سالوں پر مشتمل سفر فرما کر ان کو بھولا ہوا درسِ زندگی پھر سے یاد دلایا۔ آپ نے پہلے اپنی جوانی کی بہاروں کو اس مقصد عظیم کے لیے قربان کیا اور پھر داعی الی الحق بن کر اپنی پیرانہ سالی میں رب کے بندوں کو رب سے ملانے اور رب کو راضی کرنے کے لیے اور اہل ایمان کی آخرت کو سنوارنے کے لیے اپنی راحت پر مشقت، خلوت پر جلوت، مسند نشینی پر حرکت، سکون وآسائش پر قربانی کو، قیام وطعام پر سفر و فقر کو، قال واحوال پر اعمال کو، مادی ترغیبات ولذائذ پر شدائد ومصائب کو ترجیح دے کر دولت، حکومت، ریاست اور عہدہ ومنصب کو کمالِ استغناء سے ٹھکرا کر اپنے لیے "اسوہ محمدی" کا انتخاب فرمایا۔ جس میں اپنے لیے کچھ نہیں اور دوسروں کے لیے سب کچھ کی کیفیت ہوتی ہے۔ مومن جان بلب ہو تو پھر بھی پیاس سے العطش (پیاس، پیاس) کی پکار پر چھاگل میں باقی رہنے والے پانی کے چند قطرات دوسروں کے حلق میں ٹپکا دیئے جاتے ہیں۔ شدید بھوک میں جو کی کھر دری آدھی روٹی سائل کے مانگنے پر اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ جہاں اپنا لباس پھٹا ہوا ہو لیکن دوسروں کے لباس کی سلوٹ وشکن سے ماتھے پر شکن اور مزاج میں تکدر پیدا ہو جائے، خود شدید ضرورتمند ہو لیکن کسی دوسرے کی ضرورتمندی مزاج میں سخت بے چینی وبے آرامی پیدا کر دے، سید دوعالم اور شہنشاہِ کونین ہونے کے باوجود اپنے اولاد کے ہاتھوں میں کام کر کر کے زخم پڑھ جائیں لیکن پھر بھی خادم اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے نوکروں اور خداموں کے لیے رہتے ہیں۔ یہ فقرِ محمدی ہے۔ فقر اضطراری نہیں فقر اختیاری ہے۔ سیدنا وسندنا ومرشدنا حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے خلق خدا کی خدمت شبانہ روز اسی جذبے، ولولے اور مجاہدے سے فرمائی۔ بندگانِ خدا کے ساتھ آپ کی اس بے مثال اور شاندار محبت نے آپ کی مسندِ ارشاد، جائے سکونت اور مرکز رشد وہدایت اور خانقاہ شریعت وطریقت اور زاویہ معرفت وحقیقت کو باوجود آباد شہری علاقوں سے دور ہونے کے لاکھوں زائرین کے لیے زیارت گاہ اور روحانی شفاء خانہ بنا دیا۔

حضرتِ اقدس، حضور اللہ بخش عَلَیْہِ المعروف سوہنا سائیں رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اگرچہ کہ اپنے در سے جملہ خدائی نعمتیں بانٹتے تھے، آپ نے ہر وہ شئے تقسیم فرمائی جو کسی ضرورتمند کی محتاجی کو کفایت کر جائے لیکن آپ کا زور بظاہر دکان، مکان، پلاٹ اور

جائیداد کے بانٹنے پر نہ تھا بلکہ تمام اشیاء کے خالق کے میٹھے، پیارے اور بابرکت نام، اسم ذات "اللہ" کے نور عظیم بانٹنے کو آپ نے زندگی کا مقصد بنائے رکھا۔ اور جہاں تک ہو سکا خلقِ خدا کے صلے اور بدلے کی ذرہ برابر پرواہ کئے بغیر اس نور خداوندی کے جام لٹاتے رہے اور بندگان خدا کے سینوں کو نور الٰہی کے دفینے اور خزینے بناتے چلے گئے۔ اس نامِ مبارک، اسم گرامی "اللہ" کے نور سے منوّر مردانِ کار اور داعیوں کی عظیم الشان جماعت آپ کی ذات والا صفات کی وہ عظیم الشان کرامت ہے جن پر ملائکہ بھی رشک کرتے ہوں گے۔ یہ عباد الرحمن کا وہ گلستان ہے جس کا ایک ایک فرد اپنی ذات میں گُلِ رعنا ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں گل وبوٹوں میں، چمنستان بخشیہ کے گلاب وگل اپنی جداگانہ اور انفرادی رنگ وبو اور شان وآن رکھتے ہیں۔

اس باغ کا ہر پھول (Right person at the right place) کی مثل اپنی شان میں یکتا اور نرالا ہے۔ کیونکہ حضرت سوہناسائیں، کوئی عام آدمی نہ تھے بلکہ زمانہ ساز، عہد ساز اور مردم شناس تھے۔ انہیں انسانوں کی پہچان تھی وہ انسانوں کی تراش وخراش، ترتیب وتزئین اور آرائش وزیبائش میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، وہ اپنی محبت کا تمغہ ہر سینے پر نہیں سجاتے اور نہ ہی اپنی وفاداری کا پٹہ ہر ایک کے گلے میں ڈالتے اور نہ ہر کس وناکس کو انسانوں کی رکھوالی پر مامور فرماتے بلکہ آپ پہلے دیکھتے، پرکھتے، جانچتے اور پھر امتحان میں پورا اترنے والے ہی آپ کے حسنِ انتخاب کی قطار میں جگہ بنا پاتے۔

اسی لیے اس چمنستان کا ہر پھول رشکِ فردوس اور فخر انسانیت ہے لیکن اس باغ کا گلِ ریحان، حضور سیدی وسندی، حضرت پروفیسر محمد مقصود الٰہی صاحب نقشبندی، مجددی اطال اللہ عمرہ وہ گلِ یکتا ہے جو باعث رشکِ گلستان بخشیہ ہے جسکی ذات دین ودنیا کا سنگم ہے۔ جو کیمیائی سائنس (Chemistry) کا جتنا ماہر ہے، روحانی عوارض کا اس سے بھی زیادہ مستند ومعتمد طبیب ہے۔ جو انگریزی ادویہ کی کیمیا گری سے جتنا واقف ہے باطنی امراض کا اس سے بھی بڑا لقمانِ حکیم ہے۔ آپ کی ہستی دانائے راز وحیات ہے، جو سوزِ دروں دل میں لے کر مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کے فاصلوں کو اپنے قدموں تلے روندرہا ہوتا ہے۔ جن کے لحاتِ زیست کا ہر لحہ خلق خدا کی خدمت میں وقف۔ جن کی صبح وشام محنت، مشقت، اخلاص اور قربانی سے عبارت ہے، جو لینے والا نہیں دینے والا ہے، جو طلب کرنے والا نہیں سائلین کی جھولی بھرنے والا، جو خودی اور استغناء کا درس دینے والا اور خود غنائے قلب کا مالک ہے، جس نے طباعت کے مقدس پیشے سے مال کمانے کے بجائے اسے رب تعالیٰ کے دین کی اشاعت وفروغ کا ذریعہ بنایا ہے۔ جو مسیحا بن کر لاعلاج مریضوں اور بیماروں کی مسیحائی کر رہا ہے۔ جس نے حکمت کے نسخوں کو ثمنِ قلیل کے عوض بیچنے کے بجائے لوگوں سے اللہ کی محبت ومعرفت کے لیے ان کے قلوب کو خرید رکھا ہے۔ آپ نے اللہ کے دین کی دعوت وتبلیغ کے لیے اپنی جان، مال، وقت، صلاحیتیں غرض ہر شے وقف کررکھی ہے۔

آپ کی خانقاہِ نقشبندیہ سے اس پر فتن دور اور شر وفساد اور بے سکونی کے ماحول میں سکونِ دل کی دواء ملتی ہے۔ یہاں تذکیر ونصیحت اور ذکر ومراقبہ سے، دلوں کے زنگ کو دھویا جاتا ہے۔ یہاں پریشان حال اور غمزدوں کی غمزدگی دور کرنے کی دوا ملتی ہے۔ جملہ ضرورتمند، غرباء، مساکین، بیوہ ویتامیٰ، بیمارو بے روزگار اس در پر روتے آتے اور ہنستے ہوئے واپس جاتے ہیں۔ آپ کی سچی، صاف اور آسان دعوت پر لبیک کہنے والے اب کسی خاص جغرافیہ کی قید سے آزاد صرف اندرون وبیرون ملک صرف موجود نہیں بلکہ ان کی شخصیت، سیرت، کردار اور اخلاق اسلام کا چلتا پھرتا عملی نمونہ ہے۔

حضرت صاحب قولاً، فعلا اور عملا نظریہ پاکستان کے سفیر اور نفاذِ نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر ہیں۔ پاکستان کا نقشہ ہو یا پاکستان کا جھنڈا، پاکستان کا کرنسی نوٹ ہو یا اس وطنِ عزیز کا نام، پاکستانی فوج ہو یا پاکستانی عساکر کے ارادے، پاکستان کا ایٹمی

پروگرام ہو یا پاکستانی میزائیل پروگرام، پاکستان کے ٹینک سازی کا پروگرام ہو یا پاکستان اسلحہ سازی کی صنعت، پاکستان کے تعلیمی ادارے ہوں یا پاکستان کے صنعتی و تجارتی ادارے غرض قومی سلامتی کے جملہ اداروں کے تحفظ اور بقاء کے لیے اس مرد مومن کی زبان شمشیرِ بے نیام اور دستِ مبارک بار گاہ ایزدی میں سراپا دعا و التجاء بنے رہتے ہیں۔

اس نفسا نفسی کے دور میں آپ کی ذاتِ پاک نعمت خداوندی، رحمت الٰہی اور مہبط برکات ایزدی ہے۔ جہاں حاضری دینے والے دارین کی سعادتوں میں سے حصہ پاتے ہیں، آپ کی صحبت کے لمحات سے مستفید ہونے والے برکات خداوندی کے امیدوار بن جاتے ہیں۔ آپ شریعت کے پاسدار، طریقت کے تاجدار، معرفت کے علمبردار اور حقیقت کے بحرِ ذخار کے غواص ہیں۔ آپ کی نظر صرف قال و حال پر نہیں بلکہ جملہ سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، مالی، ملکی اور بین الاقوامی معاملات پر آپ اپنی رائے رکھتے ہیں۔ ہمہ وقت بدلتے سیاسی و بین الاقوامی معاملات پر آپ کے قریب الوقت اور بعید النظر اثرات و نتائج سے اپنے حلقہ اثر کے متعلقین کی بھرپور رہنمائی فرماتے ہیں۔

آپ جہالت کے دشمن اور علم کے قدردان ہیں۔ جہالت کو ہر خرابی و فساد کی جڑ گردانتے ہیں اسی لیے غریبوں، ضرورتمندوں، محروموں کو مایوسی سے نکال کر شاہراہ کامیابی اور راہ ترقی پر بلا تخصیصِ رنگ و نسل دوڑانا چاہتے ہیں تاکہ غریب کی غربت اس کے آگے بڑھنے کی راہ میں حائل نہ ہو سکے۔

جس طرح خود حضور قبلہ عالم حضرت پروفیسر محمد مقصود الٰہی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی نہایت متحرک (Dynamic) شخصیت ہیں ویسے ہی جماعت کے افراد کی اکثریت نہایت پڑھی لکھی، جذبہ دینی سے سرشار اور زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ افراد اشخاص اور ماہرین پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹرز، پروفیسرز، انجینئرز، چارٹرڈ اکائونٹنٹ، کمپیوٹر ماہرین، فوج و پولیس کے ملازمین و افسران وکلاء علمائے کرام، طلباء دینی و جامعات غرض ہر شعبے سے متعلقہ افراد اس قافلہ حق کے راہی بنتے جارہے ہیں۔

آپ کا ہر مرید اپنی بساط اور کوشش کی حد تک رب تعالیٰ کا بندہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبِ صادق، قرآن کا قاری، نماز کا دھنی، صلوۃ التہجد کا مشتاق، ذکر الٰہی سے سرشار، فکر آخرت سے مالامال، علمائے دین اور بزرگانِ اسلام کا عاشق، پاکستان اور اسلام کا وفادار اور پوری امت مسلمہ کا خادم ہے۔

حضرت صاحب کی چاہت، آرزو اور عزم ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد سراپا خیر اور خیر کی طرف دعوت دینے والا بن جائے اور امتِ مسلمہ کی مشکلات، مصائب، تکالیف اور محرومیوں کو سکون، احترام، عروج اور ترقی دینے کی ہر کاوش و کوشش میں وہ اپنی بساط کے مطابق حصہ ملا سکے۔ ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ امت مسلمہ اور پاکستانی قوم مصائب و الآم کے جس دشتِ لیلیٰ سے بے سروسامانی کے ساتھ گزر رہی ہے اسے حضور قبلہ عالم جیسے قائد مخلص، مدبر، منتظم، حکیم، طبیب، معلم اور فرید العصر اور وحید الدھر جیسی ہستی کی دعائوں، جذبوں، مشوروں، نصیحتوں اور تجربوں کا اَبر کرم اور سایہ عاطفت نصیب ہو پائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

پاکستان زندہ باد